بسنت نہ جشن بہاراں ہے نہ ہی پاکستانی ثقافت کا حصہ ہے

Festival 11.3.02

اگر یہ خرافات پاکستانی ثقافت کا حصہ ہے تو برصغیر کو تقسیم کرانے کا دو قومی نظریہ بے معنی ہو جاتا ہے "محمد اسلم سلیمی نائب امیر جماعت اسلامی"

نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان چودھری محمد اسلم سلیمی رقم طراز ہیں کہ بسنت ایک خالص ہندوانہ تہوار ہے۔ مجھے بچپن سے اس سے نفرت ہے۔ حضور نبی پاکؐ کی ایک حدیث کے مطابق مسلمانوں کے صرف دو تہوار ہیں اور وہ عید الفطر اور عید الاضحی کے تہوار ہیں۔ مسلمانوں کو یہ دونوں تہوار بھی اللہ کی کبریائی کا اعلان کرتے ہوئے دوگانہ نماز ادا کر کے منانے چاہئیں۔ خرافات کے ساتھ نہیں منانے چاہئیں۔ حکومتی موقف غلط ہے۔ نہ یہ جشن بہاراں ہے اور نہ پاکستانی ثقافت کا حصہ ہے اگر یہ خرافات پاکستان ثقافت ہے تو برصغیر کو تقسیم کرانے کا دو قومی نظریہ بے معنی ہو جاتا ہے۔ پاکستانی ثقافت اسلامی ثقافت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ بسنت کے حوالے سے بسنتی جوڑے پہننا ہندوانہ روائت کا حصہ ہے۔ ہندو جوگی زرد کپڑے پہنتے ہیں۔ مسلمانوں کا رنگ تو سبز ہے۔ سرسوں کے پھول تو جنوری میں کھل جاتے ہیں۔ ماہ فروری میں نہیں۔ موسم بہار کا رنگ سبز ہے۔ یا گلابی نئے شگوفوں کا یہی رنگ ہوتا ہے۔

بسنت مکمل ہندوانہ تہوار ہے

رافعہ ملک لاہور سے لکھتی ہیں کہ اس برس پاکستان میں یہ تہوار جس جوش و خروش سے منایا گیا قابل مذمت ہے۔ ہمارے اپنے تہوار بہت اچھے ہیں ہمیں ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ اس کے علاوہ اس تہوار کے حوالے سے بسنتی جوڑے پہننا ہندوانہ تہذیب کی عکاسی ہے۔

...... چودھری برکت علی قطب کالونی رحمن پورہ لاہور سے لکھتے ہیں کہ بسنت یقیناً ہندوانہ تہوار ہے اور پاکستانی ثقافت کا ہرگز حصہ نہیں ہے۔ پیلا یا بسنتی لباس پہننا ہندوانہ تہذیب کی عکاسی کرتا ہے۔

...... حافظ محمد فاروق اعوان شیخوپورہ، کہتے ہیں کہ بسنت ہندوانہ تہوار ہے۔ اخبارات والوں کو اپنے رویئے پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔

...... طاہرہ شریف لاہور کے مطابق بسنت خالصتاً ہندوانہ تہوار اور پروگرام ہے اور اس کو زبردستی مسلم معاشرے میں رواج دینے کی حکومتی کوشش قابل مذمت ہے۔ اگر یہی کچھ کرنا تھا اور ہندوانہ رسم و رواج کو گلے لگانا تھا تو پھر پاکستان بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ یہی سب کچھ وہ ہندوستان میں بھی کر سکتے تھے مگر کیا ان بسنت منانے والوں کو نظر نہیں آتا کہ وہاں رہنے والے مسلمانوں کی آزادیاں سلب ہو چکی ہیں ان کے جان و مال عزت و آبرو کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں۔ بسنت کے نام پر پی ٹی وی پر فحاشی کی انتہا کرنے والوں کو اپنے پیشروؤں کے انجام سے سبق سیکھنا چاہئے۔

...... کرامت اللہ شیخ گارڈن ٹاؤن لاہور سے لکھتے ہیں یہ ہمارے لئے کس قدر ندامت کی بات ہے کہ پچھلے سال اپنی مذہبی رسومات کے سلسلے میں پاکستان آئے ہوئے ایک سکھ دانشور نے کہا تھا کہ پاکستان میں جس وسیع پیمانے پر اور جس جوش و خروش سے بسنت منائی جاتی ہے، بھارت میں تو اس کا دس فیصد بھی مظاہرہ دیکھنے میں نہیں آتا۔ یہ قوم کی بدنصیبی کی انتہا ہے کہ ایسی غیر اسلامی حرکتوں کو روکنے کی بجائے حکومت اس کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کرنے میں بھرپور سرگرمی اور مستعدی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ ایک طرف افغانستان، کشمیر اور فلسطین میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ عصمتیں لوٹی جا رہی ہیں، ملکی سرحدیں غیر محفوظ ہیں۔ دشمن نے دس لاکھ فوج ہماری سرحدوں پر لگا رکھی ہے اور حملے کی مسلسل دھمکیاں دے رہا ہے تو دوسری طرف ہم ہیں کہ بسنت جیسے غیر مسلموں کے تہوار منانے میں مگن ہیں اور پانی کی طرح پیسے کا ضیاع کرنے میں خوشی محسوس کر رہے ہیں۔

...... کارکن تحریک پاکستان میاں عبدالواحد لاہور کا کہنا ہے کہ بسنت خالصتاً ہندو تہوار ہے۔ بسنتی جوڑے پہننا ہندو روایت ہے۔

...... محمد منیر تبسم جلالپور جٹاں سے لکھتے ہیں کہ یہ تہوار ایک ہندو شاتم رسولؐ کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ بڑی حیرت ہے کہ اسلام کیلئے بنائے گئے ایک ملک میں اس ہندوآنہ تہوار کو اتنی زیادہ تقویت مل رہی ہے۔

...... قاضی وقاص احمد منڈی فیض آباد سے لکھتے ہیں بسنت ایک ہندوانہ تہوار ہے۔ اس کا پاکستان کی ثقافت کے ساتھ دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ بسنت نائٹ پر کروڑوں روپے لٹا دیئے گئے۔

...... محمد لطیف چاہ میراں لاہور سے لکھتے ہیں کہ سرکاری سرپرستی میں رہبانیت کا لباس پہن کر جو بسنت کا تہوار منایا جا رہا ہے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام پاکستان کی روح ہے۔ شیطانی کھیل کے کھیلنے سے روح زخمی ہو رہی ہے۔ قوم کو بے دینی کی طرف راغب کر کے حکومت خدا کے غضب کو دعوت دے رہی ہے۔

...... مسز خالد لارنس روڈ لاہور سے لکھتی ہیں کہ بسنت خالصتاً ہندوانہ تہوار ہے۔ مغل بادشاہ اکبر کے زمانے میں ایک شاتم رسولؐ کی یاد میں یہ تہوار ہندو مناتے ہیں۔ پتہ نہیں مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے جو اتنے جوش خروش کے ساتھ یہ تہوار منانے لگے ہیں۔ ٹی وی پر دیکھ کر شرم آتی ہے۔ ابھی چند سالوں سے یہ ہونے لگا ہے قرضوں میں جکڑی ہوئی قوم ملک کاسہ گدائی، دشمن کی فوجیں سرحدوں پر کھڑی، "روم جل رہا تھا نیرو بنسری بجا رہا تھا" غربت کی ماری ہوئی قوم کو جشن بہاراں سوجھتا ہے۔ کیا کہنے ہیں اس عقل کے۔ میں تاریخ کی طالبعلم رہی ہوں مجھے تو کبھی جشن بہاراں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ حکومت ہی اس کی وضاحت فرما دے کہ کب اس کا آغاز ہوا۔

Festival 11.3.02

...... ڈاکٹر محمد صادق حافظ آباد کا کہنا ہے کہ مؤرخ ڈاکٹر بی ایس نجار اپنی کتاب "پنجاب انڈر دی لیٹر مغلز" میں پنجاب کے بسنت میلے کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کرتا ہے کہ حقیقت رائے نامی ایک ہندو لڑکے نے جو سیالکوٹ کا رہنے والا تھا اس نے مسلمانوں کے نبی محمدؐ اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی شان میں نازیبا الفاظ کہے۔ حقیقت رائے کو اس پر گرفتار کر لیا گیا اور عدالتی کارروائی کے بعد اس کو موت کی سزا سنا دی گئی عدالتی کارروائی پر پنجاب کی ساری ہندو آبادی سراپا احتجاج بن گئی اور کچھ ہندو افسر اس وقت کے پنجاب کے گورنر زکریا خان 1757-1759ء جو مسلم تھا، کے پاس گئے اور حقیقت رائے کی سزا معاف کرنے کی سفارش کی لیکن زکریا خان نے سزا معاف کرنے سے انکار کر دیا اور مجرم کو ستون کے ساتھ باندھ کر کوڑے مارے گئے اور اس کے بعد مجرم کی گردن اڑا دی گئی ہندوؤں نے حقیقت رائے کی یادگار کوٹ خواجہ سعید "کھوجے شاہی" لاہور میں بنوائی جو اب بادے دی مڑھی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی قبر پر ایک ہندو رئیس کالو رام نے بسنت میلے کا آغاز کیا مصنف ڈاکٹر بی ایس نجار نے اپنی اس کتاب میں یہ واقعہ لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ پنجاب کا بسنت میلہ اسی ہندو حقیقت رائے گستاخ رسولؐ کی یاد کے طور پر منایا جاتا ہے۔

...... بیگم سلیم میر لاہور چھاؤنی سے رقم طراز ہیں کہ بسنت ہندوانہ تہوار ہو یا کسی اور مذہب سے اس کا تعلق ہر کم از کم اسلام میں ایسے فضول تہوار کی کوئی گنجائش نہیں یہ آپ اور ہم بخوبی سمجھتے ہیں حکومت اسے کوئی بھی نام دے زبردستی ثقافت کا حصہ بھی بنا دیں۔ لیکن اس تہوار پر جو پیسے کا ضیاع ہوتا ہے۔ قیمتی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ میری رائے میں تو یہ غیر ضروری تہوار ہے اور خاص طور پر جب ہمسایہ اسلامی ملک میں لوگ اپنی بھوک مٹانے کیلئے جنگلی پودے تک کھا رہے ہیں اسمیں بسنت کے نام پر تکہ کباب کھاتے ہوئے شرم آنا چاہیے اور بسنتی جوڑے بھی غیر ضروری ٹھرے ہیں۔

رہی ہے۔ ایک طرف افغانستان، کشمیر اور ... میں ... ہے لیکن ...

بعض عناصر رقص و سرود اور بسنت جیسے ہندوانہ فضول خرچی کے تہوار کو اسلامی ثقافت کا حصہ قرار دے کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں

طیبہ رشید فیصل آباد سے رقم طراز ہیں کہ بسنت ایسا تہوار ہے جو نہ صرف ہماری ثقافت تہذیب و تمدن کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے بلکہ ہماری نوجوان نسل جس نے کل کو ملک کی بھاگ دوڑ سنبھالنی ہے اسکو تباہ کر رہا ہے کروڑوں روپیہ اس تہوار کے موقع پر اڑا دیا جاتا ہے جو کہ ایک ہندو گستاخ رسولؐ "حقیقت رائے" کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ ایک طرف فلسطین کشمیر میں لوگوں کا قتل عام دکھاتا ہے اور دوسری طرف بسنت نائٹ سنائی جاتی ہے۔ حکومت سے درخواست ہے کہ ایسے تہواروں کا نہ صرف سختی سے نوٹس لیا جائے بلکہ ان پر پابندی عائد کی جائے۔

خواتین کا ناچ بھنگڑا اور بسنتی پہناوں پر بے جا پیسے کا زیاں، گڈی، ڈور کی خریداری پر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی فکر۔

اگر یہی ہے ہماری ثقافت تو پھر اپنی ثقافت سے سادگی، شرم و حیا، پاسداری، اور میانہ روی کا عنصر نکال کر کہیں اور پھینک دیں۔ حد تو یہ ہے کہ ہمارا میڈیا بڑے بڑے مفکروں، ادیبوں مثال کے طور پر "اشفاق احمد" جیسے افراد کو ٹی وی پر بٹھا کر نئی نسل کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے کہ بسنت ہماری ثقافت کا حصہ ہے۔

1759 کا دور تھا۔

پیلے رنگ کی مناسبت سے اس کی پھانسی کے دن کو بسنت کا نام دیا۔ حقیقت رائے کی شادی ایک سکھ لڑکی سے ہوئی تھی اس لئے سکھ برادری بھی خصوصی طور پر بسنت کے پروگراموں میں شرکت کرتی تھی۔ اس واقعہ کے تقریباً پچاس سال بعد سکھوں نے تخت لاہور پر قبضہ کر لیا تو اس گستاخ کی مناسبت سے بسنت کا تہوار مزید جوش و خروش سے منانا شروع کر دیا۔ آج بھی ہندوؤں اور سکھوں کے مذہب میں بسنتی یا پیلے رنگ کو خاص تقدس حاصل ہے اور اکثر سکھ زرد پگڑیاں باندھے نظر آتے ہیں۔ لہٰذا ان تمام مدلل مگر مختصر حقائق سے ثابت ہوا کہ بسنت خالصتاً ایک ہندووانہ تہوار ہے نہ کہ موسمی تہوار لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانان پاکستان کو اس بات کا احساس تک نہیں۔

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

محمد ابو نصر نوشاہی سر قپور سے لکھتے ہیں بسنت منانا اور بسنتی کپڑے پہننا اور اسے حکومت کی سرپرستی حاصل ہونا قابل مذمت ہے۔ حکومت کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ خدا ہم سے ناراض ہو جائے اور ہم پر کوئی عذاب نازل ہو۔